خلافت لائبریری ربوہ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

قادیان

هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ

ایڈیٹر میر قاسم علی احمدی

بدر

قادیان

تاریخہائے اشاعت ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸

جلد ۲۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۴ محرم ۱۳۵۵ھ مطابق ۷ اپریل سنہ ۱۹۳۶ء | نمبر ۱

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں!

(۱) حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بفرہ العزیز کی صحت خدا کے فضل و کرم سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

(۲) ۱۰ اپریل سنہ ۳۶ء بروز جمعہ سے مجلس مشاورت کا اجلاس شروع ہوگا۔ آنے والے دوست فاروق کی اپیل کے سلسلہ میں فاروق کی خریداری کا عزم بھی کر لیں۔ ہر جدید خریدار کو سالانہ خریداری پر چار روپیہ سالانہ چندہ ادا کرنے سے دو روپیہ کی لاجواب دو کتابیں تبلیغ رسالت جلد ہفتم و ہشتم یعنی مجموعہ اشتہارات حضرت مسیح موعود علیہ السلام بطور انعام مفت دیجائینگی یہ سستا سودا ہے جس سے ہر احمدی دوست کو فائدہ اٹھا کر ہم ثواب و ہم خرما کا مصداق بننا چاہیئے یعنے فاروق کی امداد کا ثواب۔ احمدیہ پریس کی مضبوطی کا اجر۔ تبلیغ سلسلہ کی توسیع اشاعت کا بدلہ الگ۔ اور ساتھ ہی دو روپیہ کی وہ کتابیں معنت جو نایاب لاجواب جری اللہ مسیح موعود ع کی زندگی کا کارنامہ ہے ؛

غضب کی ہے مسیحائی مسیحِ قادیانی میں

بلا کیا دشمنِ ناکام کو ایذا رسانی میں
بڑھا ہے درد میرا اور بھی راحت رسانی میں

مری پُرسوز آہیں عرش کو جا کر ہلا دینگی
حقیقت کچھ نہیں میرے عدو کی لن ترانی میں

ستم ایجاد کیا آہ و فغاں کی قدر کو جانیں
ہے اہلِ درد کی عظمت نگاہِ آسمانی میں

سُن اے ناعاقبت اندیش کب تک یہ سیہ کاری
"کچھ اچھے کام کر لے چار دن کی زندگانی میں"

تری "رنگینیوں" کو دیکھ کر لاحول پڑھتا ہوں
کہ ہے ایمان کا خطرہ "لباسِ ارغوانی" میں

دعائے حضرتِ محمود آخر رنگ لائی ہے
تنزل آگیا دشمن کے جشنِ شادمانی میں

نیا اک درد سا لے کر تری محفل سے اٹھتا ہوں
اثر محمود کیسا ہے تری جادو بیانی میں

مجھ ایسے بُت پرستوں کو مسلماں کر کے چھوڑا ہے
غضب کی ہے مسیحائی مسیحِ قادیانی میں

فضائے دہر میں مانندِ طائر اڑتا رہتا ہوں
مری جاں کو سکوں حاصل نہیں اس دارِ فانی میں

خدا بھی مائلِ لطف و کرم اب ہوتا جاتا ہے
عجب تاثیر ہے احسنؔ تری شبنم فشانی میں

("احسن اسمٰعیل" (صدیقی) گوجرہ)

درخواست دعا:۔ برادرم احمد دین صاحب مقیم شوپیاں کشمیر احباب سے اپنی دین و دنیا کی کامیابی اور ہر شر سے محفوظ رہنے کیلئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ احباب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فاروق کا اکیسواں سال

الحمد للہ کہ فاروق کی زندگی کا اکیسواں سال اس پرچہ سے شروع ہوتا ہے۔ گذشتہ بیس سال میں سے ابتدائی چھ سال تو فاروق کے اچھے گذرے۔ مگر اس کے بعد احباب کی عدم توجہی یا میری علمی بے بضاعتی سے فاروق پر ایسا وقت آیا کہ جس سے فاروق کی زندگی خطرے میں ہی نظر آتی تھی۔ مگر خدا کا بے شمار شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ اس نے اپنے فضل سے اس کو زندہ رکھا۔ میں نے فاروق کے متعلق ہر طرح سے احباب کو توجہ دلائی ہے۔ کہ وہ احمدیہ پریس کی حالت کو جو نہایت کمزور ہے محسوس کریں۔ اور اس کی مضبوطی کی طرف دلی توجہ سے کام لیں۔ ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ نے بھی فاروق کی اپیل پر احباب کو بذریعہ "الفضل" توجہ دلائی ہے۔ اب میں پھر یاد دہانی کے طور پر احباب کو اس طرف متوجہ کرتا ہوں۔ کہ وہ ہمت کر کے فاروق کے ایک ہزار خریدار پورے کر دیں۔ پھر فاروق کبھی آپ کو انشاء اللہ تکلیف نہ دیگا۔ ایک ہزار سے کم خریداری پر کسی اخبار کا ہونا اور نہ ہونا برابر ہوتا ہے۔ اور اس زمانہ میں حالات حاضرہ کو مدنظر رکھتے ہوئے اس امر کی سخت ضرورت ہے۔ کہ احمدیہ پریس زبردست اور مضبوط طاقت والا ہو۔ اور اس کی یہی صورت ہے کہ آپ اپنے جاری شدہ اخبارات کی اشاعت کو ترقی دیں۔ فاروق خالص تبلیغی پرچہ ہے۔ جس میں اندرونی اور بیرونی مخالفین سلسلہ کا مقابلہ کیا جاتا اور اسلام و احمدیت کی تبلیغ کو لوگوں کے کانوں تک پہنچایا جاتا ہے۔ پس فاروق کی جس قدر زیادہ سے زیادہ اشاعت آپ کرینگے وہ سلسلہ کی تبلیغ کو وسیع کرنا ہے۔ فاروق کا سالانہ چندہ صرف چار روپے ہے۔ فاروق مہینے میں چار بار شائع ہوتا ہے۔ میں نے اس کی خریداری بڑھانے کے لئے اس قدر آسانی کر دی ہے کہ جو دوست فاروق کی خریداری مجلس مشاورت پر منظور کریں گے۔ اور چار روپیہ چندہ سالانہ پیشگی عطا فرما دیں ان کو دو روپیہ کی کتابیں نہایت اعلیٰ تبلیغ رسالت جلد ہفتم و ہشتم از مسیح موعود علیہ السلام مفت انعام ملینگی۔ اس طرح گویا نصف قیمت میں ان کو سال بھر تک فاروق ملتا رہے گا۔ مشاورت پر آنے والے دوست فاروق کی خریداری منظور کریں۔ تاکہ ثواب کے مستحق ہوں (ایڈیٹر)

تنقید بر فیصلہ مسٹر کھوسلہ

سشن جج گورداسپور نے جو فیصلہ عطاء اللہ بخاری ملزم زیر دفعہ ۱۵۳ الف تعزیرات ہند کی اپیل کا کیا تھا۔ جس میں بانی سلسلہ احمدیہ اور سلسلہ احمدیہ پر نارواغیر معقول غیر مہذب دلآزار ریمارکس کر کے احمدیہ جماعت کی دلوں میں ناسور ڈال دیئے اور عدل و انصاف کا گلہ کاٹ دیا تھا۔ اس فیصلہ پر ہائی کورٹ پنجاب کے جسٹس کولڈ سٹریم نے جو ریمارکس کئے ہیں۔ ان کی بنا پر احمدیہ نیشنل لیگ قادیان کی طرف سے زبردست تنقید کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔ جو رسالہ کی صورت میں انشاء اللہ مجلس مشاورت پر چھپ کر شائع ہو جائیگا اس کی اشاعت جس قدر کثرت سے احباب کرینگے اسی قدر مفید اور کار ثواب ہوگا۔ قیمت لاگت کے قریب نہایت کم رکھی گئی ہے۔ تاکہ لاکھوں تک اس کی اشاعت ہو۔ اور مفت تقسیم کیا جائے۔ فی کاپی ایک آنہ۔ ایک روپیہ کی ۲۵۔ دو روپیہ کی ۶۰ تین روپیہ کی سو کاپیاں برائے تقسیم دفتر فاروق سے احباب منگائیں۔

پوسٹ آفس کا اعلان

سب پوسٹ ماسٹر صاحب قادیان اطلاع دیتے ہیں۔ کہ اپریل ماہ رواں ۳۶ء سے ایک آنہ کے لفافہ میں ایک تولہ وزن کی چٹھی جا سکتی ہے۔ اور ایک تولہ سے زائد ہر تولہ پر دو پیسہ کا مزید ٹکٹ لگانا ہوگا۔ یعنے ایک تولہ تک ایک آنہ۔ اور ایک تولہ سے زائد دو تولہ تک ۱ر اور دو تولہ سے زائد ۳ تولہ تک ۲ر محصول ہوگا۔

اور رجسٹرڈ اخبار بجائے آٹھ تولہ کے دس تولہ تک ایک پیسہ میں جا سکتا ہے۔ اور اس سے زائد بیس تولہ تک دو پیسہ اور اس سے زائد ہر بیس تولہ پر نصف آنہ اور لگانا ہوگا۔

ریویو

برادرم شیخ محمد یامین صاحب تاجر کتب نے مندرجہ ذیل مفید چھوٹے چھوٹے رسالہ موزون تقطیع اور عمدہ لکھائی چھپائی سے شائع کئے ہیں۔ احباب خرید کر ان کی حوصلہ افزائی کریں۔

تاریخ احمدیہ قیمت ۲ر۔ آئینہ زندگی ۲ر۔ درثمین اردو نیا ایڈیشن ۲ر۔ امتی نبی ۱ر۔ دینیات کا پہلا رسالہ قیمت صرف ۱ر احمدیہ جنتری ۳۶ء قیمت صرف ۲ر

ملنے کا پتہ

شیخ محمد یامین تاجر کتب قادیان دارالامان!

جلد ۲۱ نمبر اول

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

ریویو آف ریلیجنز ط

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۱ ۔ قادیان دارالامان مورخہ ۷ اپریل ۱۹۳۶ء ۔ نمبر اول

خلافت لائبریری ربوہ

احمدی مشن

المسیح الموعودؑ (نمبر ۲)

برادران کرام! حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ دعویٰ ہے۔ کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہوں۔ اور منہاج نبوت پر ظاہر ہوا ہوں۔ پس آپ پر لازم ہے۔ کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کو منہاج نبوت پر پرکھیں۔ یعنی جن معیاروں کی رو سے آپ باقی انبیاء کو منجانب اللہ قرار دیکر ان پر ایمان لاتے ہیں۔ انہی معیاروں کی رُو سے آپؑ کو پرکھیں۔ اگر آپؑ ان پر پورا اُتریں۔ تو ایمان لائیں۔ پس یہ ایک نہایت ہی سہل طریق ہے۔ جس سے صادق اور کاذب میں فوراً امتیاز ہو جاتا ہے۔ اور ہر شخص فوراً حقیقت کو پالیتا ہے۔ کہ یہ طریق صالحین ہے۔ پس آؤ! آپؑ کو منہاج نبوت پر پرکھیں۔

معزز ناظرین! آپ اس بات کو اچھی طرح سے جانتے ہونگے کہ کسی مدعی کی صداقت کی شناخت کے لئے تین چیزوں کا ہونا نہایت ضروری ہے۔

اوّل۔ یہ کہ کیا عقل اس بات کی شہادت دیتی ہے یا نہیں۔ کہ وہ ضرورت کے وقت آیا ہے۔

دوم۔ یہ کہ کیا نقل اس کی تائید کرتی ہے یا نہیں۔ یعنی وہ پیشگوئیاں جو اس کے آنے کے متعلق مذکور ہیں۔ اس پر صادق آتی ہیں۔ یا نہیں؟

سوم۔ یہ کہ کیا وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تائید یافتہ ہے یا نہیں۔ یعنی اس کی صداقت کے لئے اس کے ہاتھ پر نشانات ظاہر ہوتے ہیں یا نہیں؟

یہ وہ تین زبردست معیار ہیں۔ کہ اگر کسی مدعی میں پائے جائیں۔ تو وہ یقیناً صادق اور منجانب اللہ ہے۔

ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ ان تین معیاروں پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام پورے اُترتے ہیں

اوّل جب ہم عقلی طور پر دیکھتے ہیں تو ہمیں اس بات میں کوئی شُبہ نظر نہیں آتا۔ کہ آپ عین ضرورت کے وقت تشریف لائے ہیں۔ اور امتوں کو تو جانے دیجئے۔ اُمت محمدیہ جو خیر امت ہے اس کی طرف نظر ڈالو۔ اس میں راہنماء اور بڑے لوگ دو ہی سمجھے جاتے ہیں۔ علماء اور صوفیاء۔ ان ہر دو کی حالت آج قابل بیان نہیں۔ کیونکہ آپ اچھی طرح علماء کو بھی جانتے ہیں۔ کہ وہ جو کارنامے سرانجام

صوفیاء کا حال بھی ناگفتہ بہ ہے۔ کہ ان کو عشق مجازی نے عشق حقیقی تک پہنچنے سے قاصر رکھا اور بجائے قرآن شریف کے ان کی مجالس رقص و سرود کی مجالس ہیں۔ ان کو امت مرحومہ کی کچھ خیال نہیں۔ بلکہ اپنے عیش و طرب سے کام ہے۔ ادھر دوسری قوموں کی طرف دیکھئے۔ ہر قوم کی طرف سے اسلام پر حملے ہو رہے ہیں۔ اگر ان اعتراضوں کی کتابوں کو جو اسلام پر آج تک کئے گئے جمع کیا جائے تو یقیناً ایک پہاڑ کے برابر ہو جائیں۔ مگر علماء اس کا آج تک کوئی تدارک نہیں کر سکے۔ حضرت مسیح ناصریؑ کو زندہ آسمان پر چڑھا کر کی مسلمانوں کے مرتد کرنے میں مدد کی۔ جس کا اس سے ہی ظاہر ہے کہ صرف ہندوستان ہی ۲۹ لاکھ مسلمان رسول اللہ صلے اللہ علیہ پر درود بھیجنے والے حلقہ بگوش عیسائیت پس کیا اب بھی کسی کے آنے کی ضرورت نہ امت مسلمہ کو اس گرداب سے نکالتا؟ جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو مبعوث فرما کر پورا کر دیا۔ آپ نے خوب فرمایا ؎

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ے معیار بھی آپ میں بتمام و کمال پایا جاتا ہے
ہ آپ اس قدر خدا کی طرف سے تائید یافتہ ہیں
کہ محتاج بیان نہیں۔ دشمنوں نے کیا کیا زور آپ
کے نابود کرنے کے لئے نہیں لگائے۔ کہیں قتل کے
مقدمات آپ پر کئے گئے۔ کہیں جھوٹی تہمتیں آپ
پر لگائی گئیں۔ اور گورنمنٹ میں مخبریاں کی گئیں۔
کہیں آپ کے قتل کے منصوبے کئے گئے۔ مگر وعدہ
الٰہی واللہ یعصمک من الناس کے ماتحت
یعنے لوگ تجھے قتل نہیں کر سکیں گے۔ اور میں
تجھے ان کے منصوبوں اور فتنوں سے بچاؤں گا۔
آپ محفوظ رہے۔ اور ان کی ہر تدبیر ناکام ہوئی۔
اور شکست کا منہ ان کو دیکھنا پڑا۔ اور ان کی
ہر تدبیر انہی پر الٹ کر پڑی۔ اور آپ کی ذلت
چاہنے والے خود ذلیل ہوئے ہزارہا نشانات
آپ کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے۔ اور بارش کی طرح
آسمانی نشان برسے۔ احمد بیگ ہوشیار پوری
آپ کی پیشگوئی کے ماتحت ۶ ماہ کے اندر ہی راہی
ملک عدم ہوا۔ اور اس کا داماد توبہ و استغفار
کر کے بچا۔ جیساکہ آپ کے الہام یموت و
یبقیٰ منہ کلاب متعددۃ سے ظاہر ہے
یعنے صرف ایک مرے گا۔ اور باقی اس کی طرف سے
..... رہ جائیں گے۔

پادری عبداللہ آتھم عیسائیت کا پہلوان
آپ کی پیشگوئی کے ماتحت قبر میں جا پڑا۔ اور قبر
میں جانے سے پہلے ہی زندہ در گور ہونے کا مزہ
بھی چکھ گیا۔ آریوں کا پہلوان لیکھرام بھی آپ
کی پیشگوئی کے ماتحت قتل ہو کر آپ کی صداقت
پر شاہد ہو گیا۔ اور آریہ سماج کے گھر میں ایک ایسا
ماتم برپا کر گیا۔ جو قیامت تک ان کو یاد رہے
گا۔ کہ ان کا پہلوان اسلام کے پہلوان کے مقابلہ
میں پچھاڑا گیا۔ آپ پر طعن کرنے والے طاعون
سے ہلاک ہوئے۔ آپ کے متبعین دلائل کے میدان

ہیں سب پر غالب آئے۔ اور آپ کی تبلیغ ز
کناروں تک پہنچی۔ اور آپ کی پیشگوئیوں کے
لوگوں نے جنگ عظیم کا نظارہ دیکھا۔ اور
نے اس سے غم و الم کا حصہ لیا۔ اور زلزلے آ
تک زمین کو تہ و بالا کر رہے ہیں۔ آپ کے بڑ
بڑے دشمن آپ کی زندگی میں ہی ناکام ہوئے اور
آج ان کا نام لیوا کوئی دنیا میں موجود نہیں۔ اور آپ
کو ابتر قرار دینے والے خود ابتر ہوئے۔ کہاں ہے
مولوی محمد حسین بٹالوی اور اس کی اولاد؟ کہاں ہے
سعد اللہ لدھیانوی اور اس کی اولاد؟ کہاں گئے
وہ شیخ الکل مولوی نذیر حسین دہلوی اور غلام دستگیر
قصوری۔ غرضیکہ ہر قسم کے نشانات آپ کے لئے
ظاہر ہوئے۔ جن کا ہر دوست و دشمن نے ملاحظہ کیا
اور آج تک آپ کی پیشگوئیوں کے ماتحت نشانات
ظاہر ہو رہے ہیں۔ اور آپ کی پیشگوئیاں پوری
ہو رہی ہیں۔

غرض میں ان نشانات کو کہاں تک لکھتا چلا
جاؤں۔ اگر حضورؑ کے نشانات کو بتمام و کمال درج
کیا جاوے۔ تو بڑی بڑی الماریاں ان کتابوں سے
بھری جا سکتی ہیں۔ میں اس مختصر مضمون میں کن کن
نشانات کو درج کروں۔ اور کن کن کو چھوڑ دوں۔
کہ ہر ایک دوسرے سے بڑھ کر ہے۔ اور کسی کو
چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا۔ مگر صرف ایک نشان
اور لکھ کر اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ آپ نے پیشگوئی
فرمائی تھی۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھے فرماتا ہے "ایک وجیہہ
اور پاک لڑکا تجھے دیا جائیگا۔ وہ تیرے ہی تخم
تیری ہی ذریت سے ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا
مہمان آتا ہے۔ اس کا نام بشیر بھی ہے۔ مبارک
وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے
وہ بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ علوم
ظاہری اور باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ وہ تین کو
چار کرنے والا ہوگا۔ دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔

ے رہا تیسرا معیار کہ آپ کے ساتھ
ور آپ کے ماتحت نشانات ظاہر ہوں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مظہر الاول والآخر۔ مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور اسیروں کی رستگاری کا باعث ہوگا۔ قومیں اس سے برکت پائیں گی۔"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

دیکھئے! آج یہ پیشگوئی کس طرح آپ کے فرزند دلبند گرامی ارجمند حضرت فضل عمر میرزا البشیر الدین محمود احمد امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے وجود باجود کے ذریعہ پوری ہو رہی ہے۔ اور کس طرح تمام قومیں سیاہ و سفید آپ سے برکت پا رہی ہیں۔ پس کیا اب بھی آپ کی صداقت میں شبہ کیا جا سکتا ہے؟

ناظرین کرام! کیا ان تینوں معیاروں کے آپ میں پائے جانے کے بعد اور آپ کا ان پر پورے اُترنے کے بعد کوئی عقلمند آپ کا انکار کر سکتا ہے۔ ہاں! وہی جس کے دل میں خدا کا خوف اور آخرت کا ڈر نہ ہو۔

بالآخر میں اس مضمون کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند مقدس کلمات پر ختم کرتا ہوں۔ حضور تحریر فرماتے ہیں:۔

"میرے دعویٰ کے ساتھ اس قدر دلائل ہیں کہ کوئی انسان نرا بے حیا نہ ہو تو اس کے لئے اس سے چارہ نہیں۔ کہ میرے دعویٰ کو اسی طرح مان لے جیسا کہ اس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو مانا ہے کیا یہ دلائل میرے دعویٰ کے ثبوت کے لئے کم ہیں۔ کہ میری نسبت قرآن کریم نے اس قدر پورے پورے قرائن اور علامات کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ کہ ایک طور سے میرا نام بتلا دیا ہے۔ اور حدیثوں میں کدعہ کے لفظ سے میرے گاؤں کا نام موجود ہے اور حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ مسیح موعودؑ کی تیرھویں صدی میں پیدائش ہوگی۔ اور چودھویں صدی میں اس کا ظہور ہوگا۔ اور صحیح بخاری میں میرا تمام حلیہ لکھا ہے اور پہلے مسیح کی نسبت جو بڑا مرکز مشرق یعنی ہند قرار دیا ہے۔ اور یہ بھی لکھا ہے۔ کہ مسیح موعودؑ دمشق سے مشرق کی طرف ظاہر ہوگا۔ سو قادیان دمشق سے مشرق کی طرف ہے۔ اور پھر دعویٰ کے وقت میں اور لوگوں کی تکذیب کے دنوں میں آسمان پر رمضان کے مہینہ میں کسوف خسوف ہونا۔ زمین پر طاعون کا پھیلنا۔ حدیث اور قرآن کے مطابق ریل کی سواری پیدا ہو جانا۔ اونٹ بیکار ہو جانے۔ حج روکا جانا۔ صلیب کے غلبہ کا وقت ہونا۔ میرے ہاتھ پر صدہا نشانوں کا ظاہر ہونا۔ نبیوں کے مقرر کردہ وقت مسیح موعود کے لئے یہی وقت ہونا۔ صدی کے سر پر میرا مبعوث ہونا۔ ہزارہا نیک لوگوں کا میری تصدیق کے لئے خوابیں دیکھنا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن شریف کا یہ فرمانا۔ کہ وہ مسیح موعود میری امت میں سے پیدا ہوگا۔ اور خدا تعالےٰ کی تائیدات کا میرے شامل حال ہونا۔ اور ہزارہا لوگوں کا دو لاکھ کے قریب میرے ہاتھ پر بیعت کر کے راست بازی اور پاک دلی اختیار کرنا اور میرے وقت میں عیسائی مذہب میں ایک عام تزلزل پڑنا۔ یہاں تک کہ تثلیث کی طلسم کا برف کی طرح گداز ہونا شروع ہو جانا اور میرے وقت میں مسلمانوں کا بہت فرقوں پر منقسم ہو کر تنزل کی حالت میں ہونا اور طرح طرح کی بدعات اور شرک اور میخواری اور حرامکاری اور خیانت اور دروغ گوئی دنیا میں شائع ہو کر ایک عام تغیر دنیا میں پیدا ہو جانا۔ اور ہر ایک پہلو سے انقلاب عظیم اس عالم میں پیدا ہو جانا اور ہر ایک دانشمند کی شہادت سے دنیا کا ایک مصلح کا محتاج ہونا۔ اور میرے مقابلہ سے خواہ اعجازی کلام میں اور خواہ آسمانی نشانوں میں تمام لوگوں کا عاجز آ جانا اور میری تائید میں خدا تعالےٰ کی لاکھوں پیشگوئیاں پوری ہونا یہ تمام نشان اور علامات اور قرائن ایک خدا ترس کے لئے میرے قبول کرنے کے لئے کافی ہیں۔"

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۳۸)

اے پیارے بھائیو! مبارک ہے وہ جو خدا کے مسیح موعود کی جماعت میں داخل ہوتا ہے کیونکہ اس نے اس کی آواز پر کان دھرا۔ اور اس کی آواز پر لبیک کہا۔ اور مخلوق پر خالق کو ترجیح دی۔ اور صراط مستقیم پر گامزن ہوا۔

وَمَا علینا الا البلاغ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

خاکسار

چوہدری محمد شریف مولوی فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

امراض دندان کا پائیرس بکس

اس بکس میں چار قسم کی دوائیاں ہوں گی جن کو یکے بعد دیگرے استعمال کرنے سے دانتوں کی تمام امراض دور ہونگی۔ منہ کے اندر کے تمام گندے مادے اور فاضلہ رطوبتیں۔ پائیوریا کے جراثیم ہلاک ہو جائینگے پائیرس لوشن نمبر ۱ و نمبر ۲۔ پائیرس پوڈر۔ پائیرس کریم۔ قیمت بعہ علاوہ محصول ڈاک۔

نوبہار حبوب کھانسی } کھانسی خواہ کتنی پرانی ہو یا کالی کھانسی ہو۔ یا تپ دق کی کھانسی ہو۔ یہ گولیاں جادو کا اثر رکھتی ہیں۔ ۵۰ گولی کی قیمت صرف ۱۲ آنہ

سینہ کمزور } جن احباب کا سینہ خواہ کسی وجہ سے کمزور ہو۔ ہمیشہ نزلہ زکام کا مریض رہتا ہو۔ چار آنہ کا ٹکٹ بھیج کر ۲۱ روز کی دوائی مفت بلا قیمت طلب فرمالیں۔

والسلام

پتہ۔ فقیر احمد خان حکیم حاذق ماہر امراض دندان

جالندھر چھاؤنی (پنجاب)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیغامی مشن!

اظہار الحق پر اعتراض کا جواب

(۳)

گذشتہ نمبر میں ہم نے نئے پیغامی صاحب کے دو مغالطوں کا جواب دیا تھا۔ جو انہوں نے میری کتاب اظہار الحق کے متعلق دیئے تھے۔ آج کے مضمون میں ہم ان کے مزید مغالطے دکھا کر ان کا جواب عرض کرتے ہیں۔ وباللہ التوفیق ؛

نمبر ۱ مغالطہ پیغامی صاحب نے اپنے مضمون میں یہ دیا ہے کہ میری تحریر میں سے صرف اتنا فقرہ درج کر دیا۔ کہ "ہم اُس معنی سے تواتر الرسل کے ہرگز قائل نہیں۔ جو معنی اسلام کی اصطلاح میں رسول یا نبی کے سمجھے گئے تھے یا اب لئے جائیں" (اظہار الحق صفحہ ۸) مگر اس اصطلاح کا ذکر نہیں کیا۔ جس کا ذکر میں نے اس تحریر میں کیا ہے۔ اور جسے کئی کتابوں کے حوالے سے میں نے صفحہ ۱۸ اظہار الحق پر لکھا ہے۔ اور جس اصطلاح کی رو سے میں نے آئندہ نبوت کا انکار کیا ہے۔ حالانکہ ان کی دیانت داری کا یہ تقاضا ہونا چاہیئے تھا۔ کہ میری محولہ بالا تحریر کو لکھتے وقت وہ قارئین کرام پر ظاہر کر دیتے کہ میں نے کس معنی کی رو سے آئندہ نبوت کا انکار کیا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ مولوی صاحب کی نیت نیک نہ تھی۔ ورنہ کوئی دیگر امر مانع نہ تھا۔

میں نہایت واضح الفاظ میں اپنا عقیدہ بیان کرتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرمودہ حوالجات کی رو سے جن کا ذکر میں اوپر کر آیا ہوں۔ میں اجراء نبوت کا قائل ہوں۔ مگر اس معنی کی رو سے جو فقہ اس و شرح عقائد نسفی یا شرح مقاصد وغیرہ کتب عقائد میں اہل اسلام نے درج کئے ہیں جن کا مفہوم یہ ہے کہ نبی وہ ہوتا ہے جو نئی شریعت لائے یا سابق شریعت میں ترمیم و تنسیخ کرے۔ یا کسی نبی کا متبع نہ ہو۔ اس اصطلاح کی رو سے میں نہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی مانتا ہوں اور نہ ایسے نبی کی آمد کا قائل ہوں۔ مگر نبوت کی اُس تعریف کی رو سے جو خدا کی اصطلاح میں ہے۔ یا جو عربی و عبرانی زبان میں ہے یا جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے۔ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یقیناً اور واقعتہً نبی یقین کرتا ہوں۔ اور ایسے اور نبیوں کے آنے کا بھی قائل ہوں۔ بشرطیکہ وہ انبیاء حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرح حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے نبوت حاصل کرنے والے ہوں۔

چوتھا مغالطہ پیغامی صاحب لکھتے ہیں۔ کہ "مولوی غلام احمد صاحب نے اپنی کتاب مذکورہ میں بڑی صفائی سے مان لیا ہے کہ (۱) حضرت مرزا صاحب صرف مجازی نبوت کے مدعی تھے۔ (۲) اور آپ کی نبوت کا انکار کفر نہیں ہے"

مَیں نے اپنی کتاب میں جو کچھ لکھا ہے۔ وہ پڑھنے والوں کو بخوبی معلوم ہے اور آئندہ معلوم ہو جائے گا۔ یہاں مختصراً اپنا عقیدہ بیان کرتا ہوں۔ کہ "مجازی نبوت" سے مراد اگر وہی نبوت ہے جو اس حقیقی نبوت کے مقابل پر مجازی نبوت ہے جس حقیقی نبوت کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انجام آتھم صفحہ ۲۷ و صفحہ ۲۸ پر بیان فرمایا ہے۔ یعنی جو واقعتہً تو نبوت ہے۔ مگر اس لئے مجازی نبوت ہے۔ کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہے تب تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام مجازی نبی ہیں لیکن اگر مجازی نبی سے مراد یہ ہو۔ کہ جو حقیقتہً اور واقعتہً نبی نہ ہو۔ جیسے کہ پیغامیوں کا خیال ہے۔ تب حضرت مسیح موعود علیہ السلام مجازی نبی نہ تھے۔ بلکہ چونکہ آپ ہیں۔ حقیقت نبوت موجود تھی۔ آپ حقیقی نبی تھے۔ اس لئے آپ کا منکر ویسا ہی کافر ہے۔ جیسا ان دوسرے نبیوں کا منکر جو واقعتہً اور حقیقتہً نبی تھے۔

پانچواں مغالطہ پیغامی صاحب لکھتے ہیں۔ کہ "میں تو اس مسئلہ کو مزید صاف کرنے کے لئے مولوی صاحب موصوف کی خدمت میں اُن کے مکان پر لاہور میں حاضر ہوا تھا۔ لیکن مجھے موقعہ نہ ملا" اخبار پیغام صفحہ ۲ مورخہ ۲۳ جنوری ۱۹۳۶ء

یہ تحریر بھی پیغامی صاحب کی محض مغالطہ اور دھوکہ دہی کے مترادف ہے۔ وہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ وہ اس نیت سے میرے پاس آئے۔ کہ مفصل گفتگو کریں۔ مگر موقعہ نہ ملا۔ حالانکہ حقیقت اس کے خلاف ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ مولوی عمر الدین صاحب مجھے ملے اور مجھ سے کافی دیر گفتگو کرتے رہے میں نے انہیں اپنا عقیدہ مفصل اور واضح الفاظ میں بتا دیا۔ اور یہ بھی ظاہر کر دیا۔ کہ جو کچھ وہ خیال کر رہے ہیں۔ وہ قطعاً غلط ہے۔ میری اُس کتاب میں یہ باتیں نہیں جو وہ میری طرف منسوب کر رہے ہیں۔ اس پر وہ اُٹھ کر چلے گئے۔ اور یہ وعدہ کر کے گئے۔ کہ میں پھر کسی وقت کتابیں ساتھ لیکر آؤں گا۔ اور گفتگو کروں گا۔ پھر اس کے بعد وہ مجھ سے نہیں ملے۔ جب وہ آئے۔ اس وقت ان کے پاس کوئی کتاب نہ تھی۔ بلکہ ایسے انداز سے تشریف لائے۔ جیسے بازار میں سے کوئی راہ رَو ہماری مسجد کو آ جاتا اور ہمیں ملجاتا ہے۔

چھٹا مغالطہ پیغامی صاحب نے مخلوق خدا کو یہ دیا ہے۔ کہ میری کتاب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں سے بعض عبارتوں کو درج کر کے اس خاص عبارت کو درج نہیں کیا۔ جو سب کے آخر تھی اور پہلی عبارتوں کے بعض الفاظ کی تشریح و توضیح کرتی تھی۔ مثلاً انہوں نے یہ حوالہ تو نقل کیا۔ کہ "ان دونوں بزرگوں (یعنی قاضی عیاض اور ملا علی قاری) کے نزدیک کسی انسان پر کفر اسی صورت میں عائد ہوگا۔ جبکہ وہ علی وجہ الحقیقۃ کسی کا نبی ہونا تسلیم کرتا ہو ہاں اگر علی وجہ المجاز کسی کو نبی مانے یا کوئی علی وجہ المجاز نبوت کا دعویٰ کرے۔ تو اس سے کفر لازم نہیں آتا۔ اور بالکل انہی الفاظ میں حضرت اقدس مرزا صاحب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔

(۱) "سمیت نبیا من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ" یعنی خدا تعالیٰ نے مجھے علی وجہ المجاز نبی قرار دیا ہے نہ کہ حقیقی رنگ میں"۔

پیغامی صاحب نے صرف اس قدر عبارت درج کی ہے۔ اور مندرجہ ذیل عبارتیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی فرمودہ تھیں۔ اور "وجہ الحقیقۃ" اور "طریق المجاز" کی تشریح کرتی تھیں اور جنہیں میں نے اس مندرجہ بالا حوالے کے بعد معاً ملحق اس لئے بیان کیا تھا۔ کہ کسی دھوکہ اور فریب دینے والے شخص کو موقعہ نہ ملے۔ کہ وہ غلط معنی کرے ان عبارتوں کو پیغامی صاحب نے درج نہیں کیا۔ جس سے بخوبی ثابت ہوتا ہے۔ کہ پیغامیت والی رگ کام کر گئی۔ اور وہ مغالطہ دہی سے باز نہ رہ سکے۔

وہ عبارتیں جو پیغامی صاحب نے ترک کر دی ہیں۔ اور جو "سمیت نبیا من اللہ علی طریق المجاز" کی تشریح و توضیح کرتی ہیں اپنی اس کتاب سے ذیل میں درج کرتا ہوں۔ تا ناظرین اندازہ کر سکیں۔ کہ پیغامی کا یہ مضمون کس نیت پر مبنی ہے۔

(۲) "ومن قال بعد رسولنا وسیدنا انی نبی او رسول علی وجہ الحقیقۃ والافتراء و ترک القرآن واحکام الشریعۃ الغراء فھو کافر کذاب۔ غرض ہمارا مذہب یہی ہے کہ جو شخص حقیقی طور پر نبوت کا دعویٰ کرے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دامن فیض سے اپنے تئیں الگ کر کے اور اس پاک سرچشمہ سے جدا ہو کر آپ ہی براہ راست نبی اللہ بننا چاہے تو وہ ملحد بے دین ہے۔ اور غالباً ایسا شخص کوئی نیا کلمہ بنائیگا۔ اور عبادات میں کوئی نئی طرز پیدا کرے گا۔ اور احکام میں کچھ تغیر و تبدل کر دیگا پس بلاشبہ وہ مسیلمہ کذاب کا بھائی ہے۔ اور اس کے کافر ہونے میں کچھ شک نہیں" (انجام آتھم حاشیہ صفحہ ۲۷-۲۸)

(۳) "حاشا و کلا مجھے حقیقی نبوت کا ہرگز دعویٰ نہیں ہے" (اشتہار فروری سنہ ۹۲ء)

(۴) "جھوٹے الزام مجھ پر مت لگاؤ۔ کہ حقیقی طور پر نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ کیا تم نے نہیں پڑھا۔ کہ محدث بھی ایک مرسل ہوتا ہے۔ کیا قرأت ولا محدث کی یاد نہیں رہی۔ پھر یہ کیسی بے ہودہ نکتہ چینی ہے کہ مرسل ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اے نادانو! بھلا بتلاؤ۔ کہ جو بھیجا گیا ہے۔ اس کو عربی میں مرسل یا رسول ہی کہینگے۔ یا اور کچھ کہینگے۔ مگر یاد رکھو کہ خدا کے کلام میں اس جگہ حقیقی معنی مراد نہیں جو صاحب شریعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ بلکہ جو مامور کیا جاتا ہے۔ وہ مرسل ہی ہوتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ وہ الہام جو خدا نے اپنے اس بندے پر نازل فرمایا۔ اس میں بندہ کی نسبت نبی اور رسول اور مرسل کے لفظ بکثرت موجود ہیں۔ سو یہ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں۔ و لکل ان یصطلح سو خدا کی یہ اصطلاح ہے جو اس نے ایسے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ ہم اس بات کے قائل اور معترف ہیں۔ کہ نبوت کے حقیقی معنوں کی رو سے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے اور نہ پرانا قرآن ایسے نبیوں کے ظہور سے مانع ہے۔ مگر مجازی معنوں کی رو سے خدا کا اختیار ہے کہ کسی ملہم کو نبی کے لفظ سے یا مرسل کے لفظ سے یاد کرے"

(سراج منیر صفحہ ۳)

ان تینوں حوالوں پر جنہیں پیغامی صاحب نے عمداً چھوڑ دیا ہے۔ غور کرنے سے ہر عقلمند انسان سمجھ سکتا ہے۔ کہ حقیقی نبی سے مراد شرعی اور مستقل نبی ہے۔ اور مجازی نبی سے مراد وہ نبی ہے جو شرعی اور مستقل نبی نہ ہو۔ بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دامن سے وابستہ اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے فیوض سے نبی ہوا ہو۔

ساتواں مغالطہ

پیغامی صاحب نے مخلوق خدا کو یہ لکھ کر دیا ہے کہ "مجاہد صاحب ۹۲ء کی بات کو ۹۱ء سے پہلے سراج منیر اور انجام آتھم وغیرہ کے حوالوں سے ملاتے ہیں۔ حالانکہ قادیانی حضرات ان حوالوں کو بوجہ اپنے اس خیال کے کہ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نے ۹۱ء میں اپنا عقیدہ بدل لیا تھا۔ ناقابل حجت سمجھتے ہیں۔ اور جناب میاں صاحب نے تو بڑی جرأت سے اپنی کتاب حقیقت النبوۃ میں ۹۱ء سے پہلے کے حوالوں کو منسوخ قرار دیا لیکن مولوی غلام احمد صاحب نے حقیقۃ الوحی کے حوالہ کو ۱۸۹۲ء کے ایک اشتہار کے حوالہ سے اور انجام آتھم کے حوالہ سے اور پھر سراج منیر کے حوالہ سے ملا کر دکھا دیا ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب جس مجازی نبوت کے پہلے مدعی تھے۔ اسی مجازی نبوت کے ۹۱ء کے بعد مدعی تھے۔ گویا دعویٰ میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی یہی حق ہے" پیغام صلح مذکور مجھے یہ تمام عبارت پڑھ کر بے اختیار "چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد" کی مثال یاد آگئی۔ حیران ہوں۔ کہ انسان حق کی مخالفت میں کس قدر اندھا ہو جاتا ہے کہ جانتے ہوئے پھر حق کو چھپاتا ہے۔

پیغامی صاحب جانتے ہیں۔ کہ ۹۱ء سے پہلے اور بعد کے حوالوں [illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خلافت صرف اتنا ہی فرق قرار دیتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی نبوت کو ظاہر کرنے کے لئے ۱۹۰۰ء سے قبل قبل بعض ...فات محدث کا لفظ استعمال فرمایا تھا۔ ...ے ایک غلطی کے ازالے کو تصنیف کرنے کے ...د یعنے ۱۹۰۰ء سے لے کر بعد تک متروک ...دیا۔ اور صریح طور پر اپنے آپ کو بغیر لفظ ...دث کے نبی لکھنا شروع کیا۔ لیکن صرف اتنا ...ی فرق معلوم ہو جانے کے باوجود پیغامی صاحب ...ب جبکہ مبایعین سے خارج کر دیئے گئے ہیں ...ہم پر یہ جھوٹا الزام لگاتے ہیں۔ کہ ہم لوگ مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ میں بھی معاذ اللہ تبدیلی مانتے ہیں۔ گویا ہمارے نزدیک ۱۹۰۰ء سے پہلے حضرت مسیح موعودؑ نبوت کے مُدّعی نہ تھے۔ اور بعد میں ہوئے۔ حالانکہ یہ صریح جھوٹ اور فریب ہے۔ جو پیغامیوں کا غلط پروپاگنڈا ہے جسے حق سے ذرہ بھر بھی تعلق نہیں

مجازی اور حقیقی نبوت کا جو فرق میں اوپر بیان کر آیا ہوں۔ اس فرق کے ساتھ اول سے آخر عمر تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک ہی مسلک رہا ہے۔ یعنے جس نبوت کو آپ نے حقیقی نبوت (انجام آتھم و سراج منیر و اشتہار ۱۸۹۲ء میں) قرار دیا۔ اس نبوت کے آپؑ کبھی مُدّعی نہیں ہوئے۔ اور اس تعریف کی رو سے آپ حقیقی نبی نہ تھے۔ بلکہ اسی تعریف کی رو سے آپ حقیقی نبی کے مقابل مجازی نبی تھے۔ پہلے بھی اور بعد میں بھی یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طفیل منصب نبوت پانے والے بغیر کسی شریعت جدیدہ کے۔ لیکن حقیقی نبی سے مراد اگر واقعی نبی ہو۔ تو بے شک آپ حقیقتہً نبی تھے۔ اُس وقت آپ مجازی نہ تھے۔

آٹھواں مغالطہ

پیغامی صاحب اپنے متعلق مخلوق خدا کو یہ دیتے ہیں۔ کہ یہ ظاہر کرنا چاہیئے کہ پیغامی لوگ بھی حضرت مرزا صاحب کو جبکہ مجازی نبی مانتے ہیں۔ تو وہ لوگ پھر کیوں ہم سے جھگڑا کرتے ہیں۔ اور ہمیں منکر نبوت مسیح موعود قرار دیتے ہیں۔ جبکہ ہم علی الاعلان ہر میدان میں اقرار کرتے ہیں۔ کہ مجازی طور پر یا مجازی معنوں کی رو سے حضرت اقدس نبی ہیں"

(پیغام صلح مذکور کالم ۳)

گویا پیغامی لوگ بھی حضرت اقدس مرزا صاحب علیہ السلام کو مجازی نبی اسی رنگ میں مانتے ہیں۔ جس رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرار دیا۔ یا وابستگان دامن خلافت حقہ مانتے ہیں۔ حالانکہ یہ ایک بڑا مغالطہ ہے جسے واقعیت سے کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ مسیح موعود علیہ السلام اپنے آپ کو (انجام آتھم و سراج منیر و اشتہار ۱۸۹۲ء والے) حقیقی نبی کے مفہوم کے مقابل پر مجازی نبی کہنے کے باوجود پھر حقیقت اور واقعہ کے لحاظ سے بھی نبی ہیں۔ مگر پیغامی لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا واقعتہً اور حقیقت میں نبی ہونا تسلیم نہیں کرتے۔ بلکہ عام مجددوں کیطرح ایک مجدد جسے نبی کا لفظ دوسرے مجددوں کی طرح بطور ایسے خطاب کے دیا گیا ہو جس میں کچھ حقیقت نہ ہو۔ جیسے خود یہ پیغامی لکھتے ہیں۔ کہ "پس حضرت مرزا صاحب بھی اولیائے امت محمدی میں سب سے بڑے ولی ہیں۔ جن میں کمالات نبوت بکثرت ہونے کی وجہ سے مجازاً نبی کا نام دیا گیا ہے۔ ورنہ وہ نبی نہیں ہیں۔ ایک ولی ہیں" (پیغام صلح مورخہ ۲۳ جنوری ۳۶ء)

اب ظاہر ہے کہ ہمارے عقائد اور ان پیغامیوں کے عقائد میں کتنا عظیم الشان فرق ہے۔ ہم تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو واقعتہً اور حقیقت کے لحاظ سے نبی مانتے ہیں۔ اور مجازی نبی بمقابل حقیقی نبی کے صرف اس تعریف کی رو سے کہتے ہیں۔ جس تعریف کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انجام آتھم۔ سراج منیر و اشتہار ۱۸۹۲ء میں ظاہر فرمایا ہے۔

ایمان و کفر

پیغامی صاحب نے اپنے مضمون کے آخر کفر و اسلام غیر احمدیان کے متعلق بھی لکھا ہے۔ جس میں سابقہ مغالطات کی طرح ایک مزید مغالطہ دیا ہے۔ یعنی حقیقۃ الوحی کی عبارتوں کو حذف کر کے چند فقرات لکھکر یہ ثابت کرنا چاہا ہے۔ کہ گویا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے مخالفوں کو کافر نہیں کہتے تھے۔ حالانکہ یہ بھی سراسر غلط اور خلاف واقعہ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے واضح الفاظ میں فرمایا ہے۔ کہ "شریعت کی بنیاد ظاہر پر ہے۔ اِس لئے ہم منکر کو مومن نہیں کہہ سکتے۔ اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ مواخذہ سے بری ہے۔ اور کافر منکر کو ہی کہتے ہیں۔ کیونکہ کافر کا لفظ مومن کے مقابل پر ہے۔ اور کفر دو قسم پر ہے (اول) ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔ (دوم) یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا۔ اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے۔ جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے۔ اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے۔ پس اس لئے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے۔ کافر ہے۔ اور اگر غور سے دیکھا جاوے۔ تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں" (حقیقۃ الوحی ص ۱۷۹)

اب اس واضح تصریح کے ہوتے ہوئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پھر غیر احمدیوں کو کافر نہ سمجھنا اور مسیح موعود علیہ السلام کو اس معاملے میں حَکَم و عدل قرار نہ دینا بلکہ اپنی ہی رام کہانی الاپتے رہنا اور اپنے فہم کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فہم سے بالا سمجھنا سوا اس کے جس پر انا خیر منہ کے قائل کا انعکاس ہو۔ اور کسی کا کام نہیں ہے۔ خصوصاً ایسے شخص کا تو حق ہی نہیں جو شملہ میں اس کفر کا فیصلہ کروا چکا ہو۔ وہ کس مُنہ سے آج بولتا ہے

(خاکسار۔ غلام احمد مجاہد)

دیانندی شش!

دافع الاوہام پر سرسری نظر

(۲)

۷ مارچ کے پرچے میں اسی عنوان سے مختصر سا مضمون آریہ سماج کی مایۂ ناز کتاب "دافع الاوہام" کے متعلق لکھا گیا تھا۔ جس میں لیکھرام مقتول کے حق میں آریوں کا لفظ "شہید" استعمال کرنا غلط قرار دے کر بتایا تھا۔ کہ ویدوں میں کوئی لفظ ایسا نہیں جو شہید کے مفہوم کو ادا کر سکتا ہو۔ اور آریہ مصنف نے جو اپنے اوہام میں "آتم بلیدان" کو لفظ شہید کے مقابلہ میں بیان کیا ہے وہ سراسر غلط اور ان کے مخالف ہے۔ آج اس نمبر میں بھی ہم اس پر مزید روشنی ڈالتے ہوئے باقی آرین لغویات پر نظر کرتے ہیں۔

لفظ "شہید" اسلامی اصطلاح میں

اس میں شک نہیں۔ کہ لفظ شہید حدیثوں میں اور بھی دوسرے لوگوں پر مجازی طور پر بولا جاتا ہے۔ لیکن اس پر سب کا اتفاق ہے۔ کہ ان سب کا مسلمان ہونا ضروری ہے۔ پس اس لفظ کا اور جگہوں پر بولا جانا ہمارے اعتراض کو کم نہیں کرتا۔

لفظ شہید کے استعمال کی مجبوری

دافع الاوہام کا آریہ مصنف کہتا ہے۔ کہ ہم لفظ شہید کا استعمال اس لئے کرتے ہیں۔ کہ "ہمارے مخاطب اس وقت صرف مسلمان ہی ہوتے ہیں"۔ لیکن یہ بات مہاشہ جی کی ٹھیک نہیں۔ کیونکہ کئی دوسرے آریہ مقتول ہیں۔ جن کو ہندوؤں نے مار ڈالا ہے۔ اور ان کا تعلق مسلمانوں سے نہیں لیکن پھر بھی آریہ سماج ان کو شہید نام سے پکارتی ہے۔ جیسے مہاشہ رام چندر۔ پنڈت تلسی رام وغیرہ جو مارے گئے۔

مہاشہ جی کی جدت

اصل موضوع کے شروع کرنے سے پہلے مہاشہ جی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام لکھ کر اس پر ایک لمبا حاشیہ لکھا ہے۔ اور اس میں جو جو الفاظ بھی بحیثیت مامور من اللہ ہونے کے آپ نے استعمال کئے ہیں۔ ان سب کو الگ الگ حیثیت دیکر اور بعض اپنے پاس سے زائد کر کے سو کے قریب نام پورے کئے ہیں۔ گو ان کا تعلق لیکھرام کی پیشگوئی کے ساتھ کوئی نہیں۔ لیکن کتاب کے حجم کو بڑھانے کے لئے انہوں نے کہیں سے نقل کر دیئے ہیں۔ بہرحال ان سب کا کرم انوسار اتر دیا جاتا ہے۔ سنو!

ایک آدمی کی مختلف حیثیتیں ہوتی ہیں کہیں وہ باپ ہے کہیں وہ بیٹا ہے۔ کہیں بھائی ہے۔ تو کہیں ماموں۔ غرض انسان بہ حیثیت اپنے تعلقات کے مدنی الطبع ہونے کے اور لوگوں کے ساتھ سمبندھ کے کارن اس کی کئی حیثیتیں ہوتی ہیں۔ لیکن اگر کوئی بے وقوف آدمی ان سب کو علیحدہ علیحدہ تصور کر کے ان تمام سمبندھوں کو الگ الگ شمار کرنے لگے تو نشن ماتر کے اس لحاظ سے ہزاروں نام ہو جائیں گے:

پرماتما کے اوتار

رشیوں کے اوتار بھی جب سنسار کے ادھار کے لئے آتے ہیں۔ تو ان کی بھی کئی حیثیتیں ہوتی ہیں۔ اپنے ماننے والوں کے لئے وہ بشیر ہوتے ہیں۔ اور جو ان کا نرادر کرتے ہیں۔ ان کے لئے وہ نذیر۔ پھر وہ پرماتما کے بھگت ہوتے ہیں۔ اور وہ اس زمانہ کے تمام انسانوں سے پوتر آتما ہوتی ہیں۔ غرض پرماتما کے اوتار بھی اپنے تعلقات کے کارن کئی حیثیتیں رکھتے ہیں۔ اور اس اصول کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی مختلف کتب میں فرمایا ہے۔ جس کو مہاشہ جی نے اپنی نادانی کے کارن الگ الگ نام دیکر تسلّو پورا کیا ہے

ناموں پر بحث

اس لئے ضروری ہے۔ کہ ہم ان تمام ناموں کے لکھنے کا کارن بتائیں۔ کہ کیوں حضورؑ نے اپنے آپکو مختلف حیثیتیں دی ہیں۔ ان میں سے پہلا لفظ سندھی

سندھی

مہاشہ ویر پرکاش نے لفظ "سندھی" کو بھی علیحدہ نام شمار کیا ہے۔ حالانکہ ایک معمولی سنسکرت کی یوگیتا رکھنے والا بھی جانتا ہے کہ سندھی نام نہیں بلکہ جو کام اس کے سپرد ہے یعنے منشوں کا اپنے پرماتما کے ساتھ مضبوط سمبندھ پیدا کر دینا اور ان کو پرماتما کے ساتھ ملا دینا سندھی کہلاتا ہے۔ پس یہ نہایت نادانی کی بات ہے کہ کام کا نام علیحدہ رکھ کر اس کو الگ دیکتی قرار دینا۔ سندھی سنسکرت کا لفظ ہے۔ جس کے ارتھ ملنا۔ جوڑنا وہ اعضاء جو کہ آپس میں ملتے ہیں۔ ان کو بھی سندھی کہتے ہیں۔ اور جب بھی دو وقت آپس میں ملتے ہیں۔ ان کو بھی سندھی کہتے ہیں۔ چنانچہ آریہ سماج کی ایک عبادت کو محض اس لئے سندھیا کہتے ہیں۔ کہ وہ دو وقتوں کو آپس میں ملاتی ہے۔ اس وقت جبکہ ہر ایک آریہ سندھیا کرتا ہے۔ سندھی کہلاتا ہے۔ اسی طرح ہر ایک آریہ جب گرہ بھاودان سنسکار کرتا ہے تو سندھی کہلاتا ہے جب کوئی دیانندی کسی اور دیانندی سے ملتا ہے تو اس وقت بھی وہ سندھی کہلاتا ہے۔ غرض یہ لفظ ہر اوس مقام پر بولا جاتا ہے جبکہ دو چیزیں آپس میں ملیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس حیثیت سے کہ آپ نے پرماتما کی گمراہ مخلوق کو پھر سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سیدھے مارگ پر چلا کر اس کے ساتھ ملانا تھا۔ اس لئے قدرت نے آپ کو یہ لقب بھی دلوا دیا۔

روایت کے متعلق تشریح

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ صاحب ایم اے نے اس روایت کو اپنی کتاب سیرۃ المہدی حصہ اول کے صفحہ ۴۵ پر درج فرمایا ہے۔ اور درج کرنے کے بعد آپ نے اس پر ایک نوٹ دیا ہے۔ اگر مہاشہ جی اس کو بھی پڑھ لیتے تو انکو یہ ٹھوکر نہ لگتی چنانچہ آپ نے وہاں پر اس روائیت کے متعلق بہت کچھ لکھا ہے۔ مناسب ہے کہ اس کے متعلق حصہ کو یہاں نقل کر دیا جائے۔ حضرت صاحبزادہ فرماتے ہیں کہ

"باقی رہا کسی معاند کا یہ مذاق اڑانا کہ گویا حضرت مسیح موعودؑ کا نام ہی سندھی تھا۔ سو اصولاً اس کا یہ جواب ہے۔ کہ جب تک کسی نام میں کوئی بات خلاف مذہب یا خلاف اخلاق نہیں ہے اس پر کوئی شریف زادہ اعتراض نہیں کر سکتا۔ گذشتہ انبیاء کے جو نام ہیں۔ وہ بھی آخر کسی نہ کسی زبان کے لفظ ہیں۔ اور کم از کم بعض ناموں کے متعلق ہم نہیں کہہ سکتے۔ کہ ان کے کیا کیا معنی ہیں۔ پھر اگر بالفرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کوئی سندھی الاصل نام پا لیا۔ تو اس میں حرج کونسا ہو گیا۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ یہ بالکل بے بنیاد اور سراسر افترا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام سندھی تھا۔ اور اگر کسی مخالف یا معاند کے پاس اس کی کوئی دلیل ہے۔ تو وہ مرد میدان بن کر سامنے آئے اور اسے پیش کرے۔ ورنہ خدائی وعید سے ڈرے۔ جو مفتریوں کے لئے لعنت کی صورت میں مقرر ہے۔ حقیقت یہ ہے۔ جسے ساری دنیا جانتی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام مرزا غلام احمد تھا۔ چنانچہ (۱) یہی نام آپ کے والدین نے رکھا۔ اور (۲) اسی نام سے آپ کے والد صاحب آپ کو ہمیشہ پکارتے تھے۔ (۳) اسی نام سے سب دوست و دشمن آپ کو یاد کرتے تھے۔ اور (۴) میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیالکوٹ کی ملازمت (از ۱۸۶۴ء تا ۱۸۶۸ء) کے بعض سرکاری کاغذات دیکھے ہیں۔ جو اب تک محفوظ ہیں ان میں بھی یہی نام درج ہے۔ اور (۵) اسی نام کی بناء پر دادا صاحب نے اپنے ایک آباد کردہ گاؤں کا نام احمد آباد رکھا۔ اور (۶) دادا صاحب کی وفات کے بعد جو حضرت صاحب کے دعوئ مسیحیت سے چودہ سال پہلے ۱۸۷۶ء میں ہوئی۔ جب کاغذات مال میں ہمارے تایا اور حضرت صاحب کے نام جائداد کا انتقال درج ہوا۔ تو اس میں بھی غلام احمدؑ نام ہی درج ہوا۔ اور (۷) کتاب پنجاب چیفس میں بھی جو حکومت کی طرف سے شائع شدہ ہے۔ یہی نام لکھا ہے۔ اور (۸) دوسرے بھی سارے سرکاری کاغذات اور دستاویزات میں یہی نام درج ہوتا رہا ہے۔ اور (۹) دوسرے عزیزوں اور قرابت داروں کے ناموں کا قیاس بھی اسی نام کا مؤید ہے۔ اور (۱۰) خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی ہمیشہ اپنے خطوط اور تحریرات اور تصانیف وغیرہ میں ..... یہی نام استعمال کیا۔ اور (۱۱) حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر عدالت ہائے انگریزی میں جتنے مقدمات ہوئے۔ ان سب میں حکام اور مخالفین ہر دو کی طرف سے یہی نام استعمال ہوتا رہا۔ اور (۱۲) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوئ سے پہلے جب اوّل المکفرین مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے براہین احمدیہ پر ریویو لکھا۔ تو انہوں نے اس میں بھی یہی نام لکھا اور (۱۳) اشد المعاندین مولوی ثناء اللہ امرتسری نے اپنی جملہ مخالفانہ تصنیفات میں ہمیشہ یہی نام استعمال کیا۔ اور (۱۴) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر جن بیسیوں ہندو۔ سکھ۔ عیسائی۔ مسلمان اخباروں نے آپ کے متعلق نوٹ لکھے۔ انہوں نے بھی اسی نام سے آپ کا ذکر کیا۔ اگر باوجود اس عظیم الشان شہادت کے کسی معاند کے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام غلام احمدؑ نہیں تھا۔ بلکہ سندھی یا کچھ اور تھا۔ تو اس کا ہمارے پاس اس کے سوا کوئی علاج نہیں۔ کہ

لعنت اللہ علی الکاذبین"

مسیتڑ

مہاشہ جی نے لکھا ہے کہ مرزا صاحب کا نام مسیتڑ بھی تھا۔ حالانکہ جس میں تھوڑی سی بھی عقل باقی ہے۔ اگر وہ بھی اس روائیت کا مطالعہ کرے گا۔ تو اس کو معلوم ہو جائیگا کہ یہاں پر صرف یہ بیان کرنا ہے کہ وہ ہر وقت مسجد میں پرماتما کی بھگتی میں لین رہتے تھے۔ اگر آپ کا ہی معیار مان لیا جائے۔ تو ایک آریہ سماجی جب سندھیا کرتا ہے۔ اس کو بھی سندھی کہہ سکتے ہیں۔ جب ہوَن کرتا ہے تو اس کا نام ہوَنی ہوگا۔ غرض اسی طرح جو کار یہ بھی منش کرے گا۔ اس کا وہی نام ہوگا۔ اور یہ عقل کے خلاف ہے۔

معجون مرکب

مہاشہ جی نے یہاں پر خیانت کرنے میں دیانند کو بھی پیچھے چھوڑا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہاں پر دو خاندانوں کا ذکر کر کے اور پھر انکے آپس کے تعلق کو معجون مرکب قرار دیا ہے نہ کہ اپنے آپ کو۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں "وہ خدا سچا ہے جس نے تمہارا تعلق ایک شریف قوم سے جو سید تھے کیا۔ اور خود تمہاری نسب کو شریف بنایا۔ جو فارسی خاندان اور سادات سے معجون مرکب ہے۔" (ص ۱۴۷) اگر آپ کے اس سدھانت کو مان لیا جائے۔ تو پھر دنیا میں کوئی بھی ایسا منش

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیں۔ جو کہ معجون مرکب نہ ہو۔ کیا آپ اور آپ کے بزرگ مرد اور بیوی کے خاندان سے معجون مرکب نہیں ہیں۔ اگر ہیں۔ تو پھر سمجھ نہیں آتی آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک عبارت پر جو کہ اسی مطلب کو واضح کرتی ہے اعتراض کرتے وقت کیوں عقل سے کام نہیں لیا۔ کیا آپ کے سوامی دیانند معجون مرکب نہ تھے۔ یعنی پتا ان کا اودیچ برہمن تھا اور ماتا کے متعلق جیسے کہ مشہور ہے کہ وہ کسی نیچ ورن سے تعلق رکھتی تھی۔ ان دونوں کے تمبندھ سے سوامی جی پیدا ہوئے۔ پس خاندانوں کے آپس کے تعلقات کو نام قرار دینا بے وقوفی نہیں تو اور کیا ہے۔ ہر ایک انسان جو کسی دوسرے خاندان میں شادی کریگا۔ وہ معجون مرکب ہوگا۔ لیکن اگر مہاشہ جی اپنے ہی گھر میں شادی کر لیں۔ تو پھر یہ معجون مرکب نہیں کہلائیں گے۔

خدا کا بیٹا

مہاشہ جی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک الہام میں امنت بمنزلۃ ولدی کو لکھ کر اس کے معنے کئے ہیں "اے میرے بیٹے سُن"۔ جو کہ اتنے اشد ہیں۔ کہ اگر ایک پہلی جماعت کا دیہاتی بھی اس کو دیکھ لے۔ تو آپ کی بوگیتا پر وہ یقیناً روئے مہاشہ جی کیا آپ نے وہاں پر لفظ "بمنزلۃ" نہیں پڑھا یا دیدہ دانستہ اس کو چھوڑ دیا۔ کیا ہر ایک بچہ جس کو آپ پیارے بیٹے کہکر پکارتے ہیں۔ وہ آپ کا حقیقی بیٹا ہی ہو جاتا ہے۔ اگر اسی دلیل کو ٹھیک مان لیا جائے۔ تو آپ جب پرارتھنا کرتے وقت یہ کہتے ہیں۔ کہ "ہے ایشور آپ میری ماں ہیں اور آپ ہی میرے باپ ہیں۔ اور آپ ہی میرے یار ہیں"۔ تو کیا آپ ایشور کے بیٹے نہیں بنتے۔ پھر ایشور کو اپنی ماں بنا کر باپ کس کو قرار دیں گے۔ جن کے سماگم سے آپ پیدا ہوئے ؛

پھر اس ایشور کو جو کہ ماں تھی مرد بنا کر باپ بنا لیا۔ کیوں جناب کیا پرماتما آپ کا باپ نہیں ہے۔ اور کیا آپ پرماتما کے بیٹے نہیں ہیں۔ اگر ہیں اور یقیناً ہیں۔ تو آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس الہام پر اعتراض کرتے وقت شرم کرنی چاہیئے۔

عین اللہ

آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک کشف کو لکھ کر اور بغیر اس کے کہ اُس کے معانی کو جانتے فوراً اعتراض کر دیا ہے کہ نعوذ باللہ حضرت صاحبؑ نے اپنے آپ کو خدا کہا ہے۔ مہاشہ جی اس زمانے کے ادنیٰ نے سچ فرمایا ہے کہ ؎

عقل کے اندھوں کو حائل ہو گئے سو سو حجاب
ورنہ قبلہ تھا ترا رُخ کافر و دیندار کا

مہاشہ جی اس عبارت میں جس کو کہ آپ نے لکھا ہے "فی المنام" کا لفظ موجود ہے جس کے معنی خواب کے ہیں۔ یعنی خواب میں میں نے دیکھا اور اسلام میں اگر کوئی ایسا خواب دیکھے تو اس کے ارتھ یہ ہیں۔ کہ وہ پرماتما کا پیارا ہے اور وہ ستیہ مارگ پر چلنے والا نہ کہ وہ خود پرماتما ہوتا ہے۔ آپ تو پیدائشی مسلمان ہیں۔ کیا آپ کو اتنا بھی علم نہیں۔ کہ مسلمانوں کی دھارمک کتابوں میں ہر ایک خواب کی کوئی نہ کوئی تعبیر ہوتی ہے۔ اور دوسرے اس عبارت میں ایک لفظ "فی المنام" کا اس بات پر دلالت کر رہا ہے۔ کہ یہ خواب کا واقعہ ہے جس کی تعبیر ہو سکتی ہے۔

سوامی دیانند اور خدائی کا دعویٰ

لیکن ہاں اگر کسی نے حقیقی طور پر خدائی کا دعویٰ کیا ہے تو وہ سوامی دیانند جی مہاراج ہیں۔ چنانچہ سوامی جی لکھتے ہیں۔ کہ

"میں احمد آباد سے ہوتا ہوا بڑودہ شہر میں آکر ٹھہرا۔ اور چیتن مٹھ میں برہمچاریوں اور سنیاسیوں سے ویدانت پر بہت باتیں کیں۔ مجھ کو ایسا نشچہ ان سنیاسیوں نے کرا دیا۔ کہ برہم ہم سے کچھ علیحدہ نہیں۔ میں برہم ہوں۔ یعنی جیو اور برہم ایک ہیں۔ اگرچہ اول میں ویدانت شاستر کے پڑھتے وقت مجھ کو کچھ اس بات کا خیال ہو گیا تھا۔ مگر اب تو میں اس کو (کہ ارتھات میں ایشور ہوں) اچھی طرح سمجھ گیا"۔ (ستیارتھ پرکاش دیانند مصنفہ پنڈت لیکھرام ص۱۱)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک کشف پر اعتراض کرنے والو اپنے گرو کی اس عبارت پر غور کرو۔ کہ جس نے اپنی عمر کا ایک کثیر حصہ خدا بن کر گزارا۔ اور وہ اس بات کا پرچار کرتا رہا۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خواب پر جس کی کہ تعبیر بھی آپ نے خود اُسی کشف کے آگے لکھ دی ہے۔ اعتراض کر کے اپنی عقل کا ثبوت دیا ہے۔ کسی نے ٹھیک کہا ہے کہ اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا پر نتوا دوسرے کا تنکا نظر آ جایا کرتا ہے ؛

نیشنل لیگ قادیان کا مسٹر کھوسلہ کے فیصلہ پر تنقیدی جلسہ

گذشتہ ہفتہ ۲۶ مارچ بروز جمعرات بعد نماز عشاء رات کے ۹ بجے ریتی چھلہ میں مسٹر کھوسلہ سشن جج گورداسپور کے فیصلہ بمقدمہ عطاء اللہ بخاری پر تنقید کیلئے پہلا جلسہ ہوا تھا۔ جس میں زبردست تنقید مکرمی بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی نے کی جو عنقریب کتابی صورت میں طبع ہو جائیگی۔ دوسرا جلسہ ۳ اپریل کو بروز جمعرات بعد نماز عشاء احمدیہ مسجد ریتی چھلہ کے عقب میں ہوا جس میں جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب انچارج لوز ہسپتال نے تنقید کی۔ ڈاکٹر صاحب کی تنقید کے بعد بمبئی کے غیر احمدی درندوں کے اس سلوک ناروا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور وحشیانہ ادا کے خلاف جو وہاں کی جماعت احمدیہ کیساتھ کیا۔ کہ ایک احمدی معصوم بچے کی لاش کو دفن ہونے سے روکے رکھا۔ اور قبرستان میں جلسہ کر کے احمدیوں کے خلاف اشتعال دلایا۔ زبردست پروٹسٹ کیا گیا۔ اور ریزولیوشن پاس کر کے حکومت بمبئی کو بھیجے گئے۔ اور حکومت بمبئی کا شکریہ ادا کیا گیا۔ جس نے اس موقعہ پر اپنی قابلیت اور عدل گستری کا اعلیٰ نمونہ دکھایا اور اپنے پاس سے زمین دیکر معصوم لاش کو بحفاظت دفن کرایا۔ اس کارروائی کے بعد پریذیڈنٹ صاحب احمدیہ نیشنل لیگ قادیان نے ایک نئی حقیقت کا انکشاف کیا جس کو سنکر تمام حاضرین انگشت بدنداں رہے۔ وہ انکشاف ڈپٹی کمشنر گورداسپور کے متعلق تھا۔ جو اس طرح بیان کیا گیا۔

ڈپٹی کمشنر گورداسپور کے متعلق نیا انکشاف

پریذیڈنٹ صاحب نیشنل لیگ نے فرمایا کہ عیدگاہ کے متعلق جو ایک مقدمہ پولیس کی طرف سے احمدیوں کے خلاف مسٹر کوٹس مجسٹریٹ علاقہ کی عدالت میں دائر تھا۔ اس کی گذشتہ تاریخ پیشی پر جب ہمارے وکلاء پیش ہوئے تو مجسٹریٹ صاحب علاقہ نے ان کو کہا کہ مقدمہ عیدگاہ کی مسل ڈپٹی کمشنر گورداسپور نے منگائی ہے۔ اس لئے اس کے واپس آنے پر مقدمہ پیش ہوگا۔ اس حکم مجسٹریٹ کو سنکر ہماری حیرت کی کوئی حد نہ رہی۔ کہ جو مقدمہ ایک عدالت میں دائر ہے۔ اس کی مسل کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کا بلاوجہ معقول طلب کر لینا اور عدالتی کارروائی میں دست اندازی کرنا کن اختیارات اور کس قانون کے ماتحت ہے۔ پھر اسی پر اکتفا نہیں کیا گیا۔ بلکہ ان گواہوں کو بھی جو موضع رام پور متصل قادیان کے دو سکھ نمبردار تھے۔ جن کی گواہی صداقت پر مبنی مجسٹریٹ علاقہ کی عدالت میں ہوئی تھی۔ طلب کر کے سنا گیا کہ ان گواہوں کو مجبور کیا گیا کہ وہ اپنی گواہی کے متعلق یہ بیان دیں۔ کہ ان کو خلیفہ صاحب قادیان نے اپنی کوٹھی پر بلا کر پچاس پچاس روپیہ بطور رشوت دیئے۔ کہ وہ اپنی پہلی گواہی کے خلاف جو پولیس میں لکھی گئی تھی۔ احمدیوں کے حق میں گواہی دیں۔ اور معلوم ہوا ہے کہ اس کیلئے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے احمدیوں کے سخت مخالف مسمی خوشحال سنگھ اسسٹنٹ سب انسپکٹر پولیس کو جو قادیان میں احمدیوں کے خلاف اپنے خلاف عدل و انصاف کارناموں کی وجہ سے معزز سمجھا جاکر احمدیوں کے پروٹسٹ کی وجہ سے سب انسپکٹری کا امتحان دینے کے حیلہ سے تبدیل ہوا تھا۔ اور جس نے عیدگاہ والا چالان تیار کیا تھا۔ اور جس نے معزز احمدیوں کو ہتھکڑیاں لگا کر قادیان کے بازاروں سے عمداً ہتک کی نیت سے گذارا تھا۔ ان دونوں گواہوں پر تعینات کیا کہ وہ انکو اس منصوبہ پر آمادہ کریں۔ اس نے باوجود ہر طرح کی دھمکیوں سے مرعوب کرنے کے ان سکھ نمبردار گواہوں کو کسی طرح بھی جب آمادہ نہ پایا۔ اور انہوں نے صاف لفظوں میں کہہ دیا۔ کہ ہم نے نہ خلیفہ صاحب کی شکل دیکھی ہے نہ ہم کو ان سے آج تک ملنے کا کبھی موقعہ ملا۔ نہ انہوں نے ہمیں بلوایا۔ نہ کسی قسم کی ہم سے گفتگو کی۔ نہ کوئی روپیہ رشوت کے طور پر دیا۔ ہم کس طرح دھرم اور دیانت کے خلاف تمہاری بات مان لیں۔ ہمیں جو چاہو تم سزا دلوالو۔ مگر ہم ایمان کے خلاف نہ کہیں گے۔ کہتے ہیں کہ اس گفتگو کے بعد آخر ان کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے یکے بعد دیگرے اپنے پاس بلا کر کہا کہ مجھے ایک دیانتدار افسر سے اطلاع ملی ہے کہ تم کو خلیفہ قادیان نے پچاس پچاس روپیہ دیا ہے۔ کہ ان کے حق میں گواہی دو۔ (یہ دیانتدار افسر وہی خوشحال سنگھ ہے جس کی دیانتداری کی جو کہ قادیان میں رہکر اس نے دکھائی ہے ہمیں خوب حقیقت معلوم ہے۔ اگر ضرورت پڑی۔ اور مجھے مجبور کیا گیا۔ تو میں اسی پلیٹ فارم پر اس کا اظہار علی الاعلان کرونگا) صاحب ضلع کی یہ بات سن کر ان دونوں نے وہی جواب دیا جو خوشحال سنگھ کو دیا تھا۔ جب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو محسوس ہوگیا کہ یہ نہ رعب سے نہ کسی دھمکی یا تحریص سے اس بات کو ماننے کے لئے تیار ہیں۔ تو پھر نرمی کا پیرایہ اختیار کر کے انسے دوستانہ گفتگو شروع کر دی۔ اور کہا کہ دیکھو۔ تم سرکاری آدمی ہو۔ نمبردار سرکار کے ملازم ہیں۔ افسروں سے رات دن تم کو کام پڑتا ہے۔ بہت سی باتیں افسر نمبرداروں سے ایسی کر لیا کرتے ہیں۔ جو عام لوگوں سے نہیں کر سکتے۔ اس لئے تم باہر جاکر کسی سے اس گفتگو کا بالکل ذکر نہ کرنا۔ سنا ہے کہ انہوں نے صاحب بہادر سے کہا کہ حضور ہم کو معلوم ہوا ہے کہ آپ ہی ڈرتے ہیں۔ اور کرسی پر کانپ رہے ہیں۔ پھر بھلا ہماری کیا ہستی ہے۔ کہ ہم نہ ڈریں۔ ہمیں آپ سے زیادہ ڈر ہے بہرحال وہ کسی طرح اپنا پیچھا چھڑا کر اس حضوری سے باہر نکلے۔ پس اگر یہ اسیطرح ہوا ہے جیسا کہ سنا گیا۔ تو سخت قابل

یہ سارا واقعہ پریذیڈنٹ صاحب نے سنا کر کہا کہ اب عیدگاہ والے مقدمہ کا یہ فیصلہ ہو گیا ہے۔ کہ "ہم بھی بری اور تم بھی بری"۔ یعنی احمدیوں کو بھی بری کر دیا۔ اور غلط چالان کرنے والوں کو بھی حالانکہ انصاف کا تقاضا یہ تھا۔ کہ اگر احمدیوں پر واقعی وہ جرم عائد ہوتا تھا۔ جس کی وجہ سے پولیس نے معزز احمدیوں کو ہتھکڑیاں لگا کر بے عزت کیا۔ تو ضرور احمدیوں کو سزا ہونی چاہیئے تھی۔ اور اگر وہ واقعی بے قصور تھے۔ تو جس خوشحال سنگھ نے یہ جھوٹا کیس بنا کر چالان کیا تھا۔ اس کو بجائے سب انسپکٹری کا امتحان دلانے کے جیل کی ہوا کھلانی چاہیئے تھی تاکہ رعایا سمجھتی۔ کہ برطانوی انصاف کی روایات کو برقرار رکھا گیا ہے۔ مگر ہوا تو یہ کہ اول سے آخر تک اس مقدمہ میں جو کچھ ہوا۔ وہ خلاف عدل۔ خلاف قانون ہوا۔ محض اس وجہ سے کہ ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔

اس کے بعد چند ایک دیگر واقعات سنائے۔ جن میں سے ایک واقعہ موجودہ پولیس متعینہ قادیان کے ایک کنسٹیبل کے متعلق بیان کیا۔ جو کار خاص پر لگا ہوا ہے۔ اس کو انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں ذکر کروں گا۔

جلسہ بعد دعا ۱۲ بجے رات کے ختم ہوا۔

(رپورٹر فاروق)